"دربار داتا حکومت کی تحویل میں"

پچھلے دنوں حکومت نے سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور عام طور پر حکومت کے اس اقدام کو سراہا جا رہا ہے۔ دربار پُر انوار کا انتظام سنبھالنے کی وجہ حکومت کے ایک ترجمان کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ

"حکومت کو عرصہ سے دربار کے انتظام سے متعلق قابل اعتراض اطلاعات مل رہی تھیں، یہاں افیون، چرس فروخت کرنے والے اڈوں پر سینکڑوں مرتبہ چھاپے مارے گئے۔ اور مجاوروں کو مختلف عدالتوں سے سزائیں ملیں۔ متعدد مرتبہ یہاں خواتین کی عصمت دری کی وارداتیں ہوئیں چنانچہ پچھلے دنوں ایک فوجی عدالت سے پانچ مجاوروں کو دو خواتین کی عصمت دری کرنے کے الزام میں سخت سزائیں دی گئی تھیں، ایسے ہی واقعات کی بنا پر حکومت نے داتا صاحب کے مزار کے انتظام کو اپنی تحویل میں لینے کا فیصلہ کیا۔" (روزنامہ کوہستان لاہور ۱۲ جنوری)

اس بیان کی روشنی میں جہاں تک اس اہم روحانی مرکز کو بُرائی و عیاشی کے جراثیم سے محفوظ رکھنے اور مجاوروں کی صورت میں ننگ اسلاف بدنام کنندۂ نکونامے جرائم پیشہ و بدکردار عناصر کا قلع قمع کرنے کا تعلق ہے۔ یہ اقدام بلاشبہ لائق تحسین و قابل آفرین ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ جس نیک عزم کا حکومت نے اظہار کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے اور حکومت کو شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے۔ اس عظیم الشان دربار کی صحیح خدمت اور بہتر سے بہتر دینی کارنامے سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔

حکومت کے اس اہم اصلاحی قدم اٹھانے پر اس موقع پر حکومت کو ہم ایک اور اہم ترین دینی اخلاقی اور اصلاحی اقدام کی طرف توجہ دلانا نہایت ضروری خیال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ جیسے حکومت نے محض بُرائی کے استیصال و بدکردار افراد کی بیخکنی کی خاطر ایک ایسے باعظمت دربار کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ کہ جس میں فیوض و خیر و برکات کے ایسے چشمے جاری ہیں کہ جن سے لاتعداد مخلوق دن رات سیراب ہو رہی ہے۔ اسی طرح حکومت کو چاہیئے کہ ان اداروں کو بھی گرفت میں لائے جو کہ مجسم قابل اعتراض مجسم شیطنت و خباثت، دینوی تباہی و اخروی بربادی کے اڈے پاکستان کے دامن پر سیاہ دھبے۔ بدی بے حیائی و عیاشی کے سر چشمے، غضب خداوندی کا موجب اور اسلام کے خلاف کھلا ہوا چیلنج اور مذاق ہیں، جو دن رات قومی حمیت ایمانی غیرت و اسلامی اخلاق کو فنا کرنے میں کوشاں ہیں اور ان میں خیر کا کوئی بھی پہلو نہیں پایا جاتا۔ ان ناپاک اداروں سے ہماری مراد مرد و عورت کے مخلوط ادارے، چکلے، سینما۔ ناچ رنگ اور شراب و کباب کے ہوٹل و کلب، فحش تصاویر، گندا لٹریچر اور شرمناک گانے وغیرہ ہیں، دربار شریف میں ان میں سے بعض باتیں پائی جانے کے باعث جب حکومت کو وہاں مداخلت کرنا پڑی تو برائی و فحاشی کے مذکورہ مراکز پر بدرجہ اولیٰ گرفت اور ان کی جگہ دینی، قومی۔ اخلاقی و تعمیری کام ہونا چاہیئے۔

تجاویز و شکایات

ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ "مغربی پاکستان کے ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف نے حضرت داتا گنج بخش (رضی اللہ عنہ) کے مزار کے نقشہ، مسجد اور رہائشی جائداد نیز مذہبی رسوم کی ادائیگی اور مزار و مسجد کے اندر ہونے والی تقریبات سے متعلق عوام سے رائے طلب کی ہے۔ چنانچہ جو اشخاص اس سلسلے میں مشورہ دینا چاہتے ہوں، وہ یا تو براہ راست ایڈمنسٹریٹر کو ان کے دفتر کے پتہ پر ارسال کریں، یا اسی مقصد کے لئے مزار شریف میں تجاویز و شکایات کا ایک صندوقچہ رکھا گیا ہے اس میں ڈال دیں۔" (کوہستان لاہور ۲۵ جنوری)

حکومت کا رائے طلب کرنے کا یہ اقدام بہت مستحسن ہے۔ اور اس کے مطابق ہم بھی بعض تجاویز پیش کر کے یہ توقع رکھتے ہیں کہ حکومت ان پر ضرور غور فرمائے گی۔

(۱) مزار شریف کا احاطہ اور مسجد کا صحن زائرین کی آمد کے اعتبار سے بہت چھوٹا ہے۔ لہٰذا اسے وسیع کرنا چاہئے تاکہ عام اوقات میں عموماً اور تقاریب کے مواقع پر خصوصاً زائرین بآسانی جگہ حاصل کر سکیں، اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ سکیں،

(۲) اس مقدس دربار کے احاطہ بلکہ سارے بازار میں ہائے وائے باجے گاجے، طبلہ سارنگی، ریڈیو کے گانے اور دیگر شور شرابا ختم ہونا چاہئے۔

(۳) زائرین کے لئے وضو، غسل، استنجا، جوتے رکھنے اور سائیکل سٹینڈ کا بھی مُفت اور معقول اور بہتر انتظام ہونا چاہئے،

(۴) حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس مُبارک کے علاوہ دیگر مذہبی تقاریب مثلاً عید میلاد، معراج النبی ﷺ، محرم الحرام، شب برات، لیلۃ القدر، گیارھویں شریف پر بالاہتمام تبلیغی اجلاس منعقد ہوں، جن میں مشاہیر علماء اہل سُنت کو مدعو کیا جائے، جو دینی ضروریات و داتا کی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

(۵) دربار شریف کے شایانِ شان ایک دینی دارالعلوم "جامعہ گنج بخش" کے نام سے قائم کیا جائے، جس میں دینی تعلیم کا مکمل انتظام ہو۔ اور اس کے لئے قابل و نامور علماء اہلِ سُنت کی تعلیمی خدمات حاصل کی جائیں،

(۶) "دارالمطالعہ گنج بخش" کے نام سے ایک اسلامی لائبریری قائم کی جائے۔ جس میں عقائد، اعمال، اخلاق کی اصلاح کے لئے مُفید و بلند پایہ تصانیف کا وسیع ذخیرہ ہو، جس سے ہر شخص مستفید ہو سکے اور حضرت داتا صاحب کی تصانیف کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۷) دربار شریف کے ہر شعبہ و معاملہ سے متعلق مشورہ و رہنمائی حاصل کرنے کے لئے صحیح العقیدہ علماء اہل سنت و جماعت کی طرف رجوع کیا جائے وہ علماء کرام جو دل سے اولیاء کرام (علیہم الرضوان) کی عظمت کے قائل ہیں، اور دربار شریف کے نظام سے اتفاق رکھتے ہیں، کیونکہ کسی اور مکتب فکر کے علماء کو دخیل کار بنانا (کہ جن کے قلوب اولیاء کرام کی عظمت سے خالی ہوں اور ان محبوبانِ خدا کو عام انسانوں کی طرح ایک انسان سمجھتے ہوں، اور دربار و مزار شریف کے سارے نظام ہی کو جسم شرک و بدعت قرار دیتے ہوں) نہایت نامناسب و غیر مستحسن اقدام اور معتقدین داتا سوادِ اعظم اہل سُنت کی غلط ترجمانی ہوگی۔ اور جس صحیح طریقہ سے کام چلنا چاہئے۔ اس طرح نہ چل سکے گا۔

(۸) مستورات کی آمد و رفت اور حاضری کے لئے مردوں سے بالکل الگ باپردہ مقام ہو، اور وہیں ان کے وضو وغیرہ ضروریات

کا انتظام ہو۔ اور ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی محرم کے ساتھ آئیں،

(۹) عام گداگروں کی ممانعت کے ساتھ فی الواقع مستحق و معذور یتامیٰ اور محتاج و مساکین کے لئے دارالمساکین قائم کیا جائے جس میں ایسے افراد کی کفالت و پرورش ہو سکے،

(۱۰) مجاورین کی عام بیدخلی کے بعد ان میں جو حضرات واقعی مستحق و حضور داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین و متقی و متشرع ہوں ان کی ماہانہ خدمت کا بھی خیال رکھا جائے، تاکہ نیک و بد، خلف ناخلف میں امتیاز ہو۔ اور ایسے نیک طینت اور شریف النفس حضرات زراعت کے ساتھ داتا صاحب رضی اللہ عنہ کے روحانی فیض سے معتقدین کو مستفیض فرماتے رہیں،

(۱۱) دربار شریف کی آمد و خرچ کا حساب ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اگر حکومت ان معروضات پر غور فرما کر ان تجاویز کو عملی جامہ پہنائے تو ہمیں امید ہے کہ اہل اسلام بڑھ چڑھ کر حکومت کے ساتھ ہر طرح تعاون فرمائیں گے اور یہ دینی قومی، اہم امور بخیر و خوبی جاری رہیں گے۔ اور ملک و ملت کے لئے بہت ہی مفید و بہتر ثابت ہوں گے،

(از: رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

تبصرہ

غبار خاطر (مجموعہ مکتوبات مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم) سائز ۲۲×۱۸/۱۶، ضخامت ۲۹۶ صفحات غیر مجلد ارزاں ایڈیشن قیمت تین روپے شائع کردہ مکتبۂ جدید بیرون لوہاری دروازہ، لاہور

مولانا مرحوم کے مکتوبات کا یہ مجموعہ پہلی مرتبہ ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اور جس کی قیمت چھ روپے تھی اور مرحوم کی دوسری تصانیف کی طرح ہر طبقے میں بیحد مقبول ہوا۔ اس وقت تک اس کے چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اس مقبولیت کے پیش نظر مکتبۂ جدید نے اس کا ارزاں اڈیشن شایع کیا ہے تاکہ وہ لوگ بھی خرید سکیں جو چھ روپے خرچ نہیں کر سکتے،

مولانا مرحوم جیسا کہ مرتب نے مقدمہ میں لکھا ہے بلاشبہ جامع حیثیات تھے۔ وہ بیک وقت مصنف بھی تھے اور مقرر بھی، مفکر بھی تھے اور فلسفی بھی، ادیب بھی تھے اور مدبر بھی، دینی علوم میں بھی تبحر رکھتے تھے اور انشاپردازی میں بھی وحید العصر تھے، ان خطوط کی دلکشی کا اظہار لفظوں کے ذریعے سے بہت مشکل ہے۔ ع ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی

بظاہر یہ وہ خطوط ہیں جو جیل میں دل بہلانے کے لئے لکھے گئے۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مولانا نے انہیں اپنی وسعت معلومات کے اظہار کا دلکش ذریعہ بنایا ہے کسی خط میں تاریخی معلومات کا دریا بہا دیا ہے تو کسی خط میں فلسفیانہ نکتے بیان کئے ہیں کسی خط میں شعر و سخن کی مجلس آراستہ کی ہے۔ تو کسی خط میں اپنی زندگی کے واقعات سے روشناس کیا ہے، کوئی خط ایسا نہیں جس میں عربی فارسی اور اردو کے اشعار ذہنی مسرتوں کا سامان مہیا نہ کرتے ہوں، انداز ایسا دلکش ہے کہ کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ مثلاً ایک فقرہ درج کیا جاتا ہے

"چوبیس برس کی عمر میں جبکہ لوگ عشرت شباب کی سرمستیوں کا سفر شروع کرتے ہیں میں اپنی دشت نوردیاں ختم کر کے تلووں کے کانٹے چن رہا تھا"

آخری خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو فن موسیقی سے بھی اس درجہ آگاہی تھی کہ اگر وہ چاہتے تو عربی، ایرانی اور ہندی موسیقی پر ایک کتاب لکھ دیتے،

مکتبۂ جدید نے اس کتاب کا ارزاں ایڈیشن شائع کر کے مولانا کی نہیں، بلکہ اپنی شہرت میں اضافہ کر لیا ہے،